ابن صفی......اپنے وقت کا عظیم قلم کار

29 برس بعد بھی خلا باقی ہے، ان کی تصانیف کا اب انگریزی اور دیگر زبانوں میں بھی ترجمہ ہو رہا ہے

آرٹس کونسل میں منعقدہ تقریب کا آنکھوں دیکھا حال

......راشد اشرف......

ابن صفی کا نام ذہن میں آتے ہی بہت سی یادیں، باتیں اور ان کے ہمیشہ زندہ رہ جانے والے انمٹ کرداروں کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ وہ برصغیر کے لاکھوں پڑھنے والوں کے دلوں پر راج کرتے ہیں۔ انگریزی میں سرّی ادب کی سب سے بڑی مصنفہ اگاتھا کرسٹی (Agatha Cristy) نے ان کو ایشیا کا سب سے بڑا تفریحی ادب پیش کرنے والا قرار دیا تھا۔ ان کے پڑھنے والوں میں پاکستان کے دوسرے گورنر جنرل خواجہ ناظم الدین، فیلڈ مارشل ایوب خان، ڈاکٹر ابوالخیر کشفی، مجنوں گورکھ پوری جیسے کئی نام شامل ہیں۔ بابائے اردو مولوی عبدالحق نے ایک مرتبہ کہا تھا: "اس شخص (ابن صفی) کا اردو پر بہت بڑا احسان ہے۔ کئی علمی و ادبی شخصیات نے اپنی تحریروں، مضامین اور کتابوں میں ابن صفی کے فن کو سراہا ہے۔ چند نام جو اس ضمن میں لیے جا سکتے ہیں ان میں امجد اسلام امجد، کالم نویس حسن نثار، بشریٰ رحمان، قاضی اختر جونا گڑھی شامل ہیں۔ یہ بات بھی قارئین کے لیے دلچسپی کا باعث ہوگی کہ محسن پاکستان، ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب بھی ابن صفی کو پڑھنے والوں میں سے ایک ہیں۔ راقم کے نام ایک پیغام میں ڈاکٹر صاحب نے یہ انکشاف کیا کہ جن دنوں وہ ناظم آباد کے علاقے بڑا میدان کے قریب رہا کرتے تھے، ابن صفی کے ناولز ان کے زیر مطالعہ رہتے تھے۔

26 جولائی ابن صفی صاحب کی برسی کا دن ہے۔ اسی حوالے سے 7 اگست 2009 کو آرٹس کونسل آف پاکستان میں "ابن صفی۔ ایک مکالمہ" کے عنوان سے ایک تقریب منعقد ہوئی۔ یاد رہے کہ مذکورہ تقریب اس لحاظ سے منفرد تھی کہ یہ سرکاری سطح پر ابن صفی کی شخصیت اور فن کے اعتراف میں منعقد کی جانے والی پہلی تقریب تھی، جس کی مہمان خصوصی محترمہ شہلا رضا (ڈپٹی اسپیکر، سندھ اسمبلی) تھیں جو خود بھی ابن صفی کے پڑھنے والوں میں شامل ہیں۔ تقریب کی صدارت جناب شکیل عادل زادہ نے کی اور مہمان اعزازی ڈاکٹر احمد صفی، فرزند ابن صفی تھے۔ شہر کے گوشے گوشے سے ابن صفی کے ہر عمر کے ایک بڑی چاہنے والے آرٹس کونسل میں سمٹ آئے تھے۔ ان میں طالب علم تھے، نوکری پیشہ افراد تو کاروباری افراد بھی۔ مہمانوں میں پروفیسر سحر انصاری، ایچ اقبال، ریاض شیرازی، محمد محسن اور حسن ظہیر شامل تھے۔ یہ تقریب اس لحاظ سے منفرد حیثیت کی حامل تھی کہ اس میں مقررین نے ابن صفی سے متعلق کئی دل چسپ حقائق پر روشنی ڈالی۔ طالب علم بھی تھے، نوکری پیشہ افراد بھی، اس کے علاوہ ریٹائرڈ حضرات کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔ راقم کو کوئی لوگوں نے بتایا کہ وہ محض اس لیے آئے ہیں کہ 29 سال بعد آج پہلی مرتبہ ابن صفی کی یاد میں سرکاری سطح پر کوئی تقریب منعقد ہوئی ہے۔

ایچ اقبال صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ بیرون ملک خصوصاً امریکا و یورپ میں ایک ناول اپنے لکھنے والوں کو "لارڈ" بنا دیتا ہے، جب کہ ہمارے معاشرے میں ادیب روز کنواں کھودنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ ابن صفی کے بارے میں انہوں نے یہ انکشاف کیا کہ ان کی کتاب آنے پر لائبریریوں پر ایسی قطاریں لگا کرتی تھی جیسے قحط زدہ علاقے میں لوگ راشن کارڈ کے بل بوتے پر راشن خریدتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ 1940ء کے عشرے میں شہروں میں اور بالخصوص کراچی میں "آنہ لائبریریاں" ہوا کرتی تھیں جہاں فی کتاب ایک آنہ کرایا لیا جاتا تھا۔ لیکن ابن صفی کے ناول ان لائبریریوں پر "دو آنے" فی گھنٹہ کے حساب سے کرائے پر دیے جاتے تھے۔ ہر لائبریری کا مالک عموماً ایک کتاب کی دو یا تین جلدیں خریدا کرتا تھا لیکن ایک لائبریری مالک ابن صفی

کے ناولز کی 20 عدد کا پیاں خریدتا تھا۔ اس ضمن میں ایچ اقبال نے ایک چشم دید مثال بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ابن صفی کا ایک ناول ''پہاڑوں کی ملکہ'' جس کی قیمت 9 آنے تھی ۔ 20 روپے میں فروخت ہوا اور یہ ایسے ہی ہے جیسے 300 روپے کی کتاب آج 1200 ہزار میں خریدی جائے ۔ پروفیسر سحر انصاری نے اپنی مختصر تقریر میں کہا کہ ابن صفی نے لوگوں کو اردو فکشن پڑھنے پر آمادہ کیا۔ ان کے مداحوں میں کئی ثقہ حضرات شامل تھے جیسے مجنوں گورکھ پوری، ابوالخیر کشفی، انجم اعظمی وغیرہ۔ پروفیسر سحر انصاری نے مزید کہا کہ وہ انجم اعظمی کے ساتھ ابن صفی سے اکثر ملاقات کے لیے جایا کرتے تھے۔

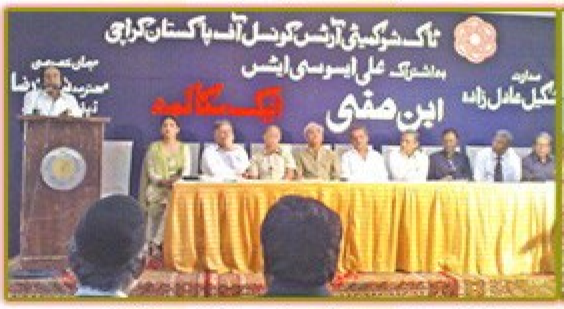

انہوں نے کہا کہ وہ 1971ء میں جب افغانستان گئے تو انہوں نے دیکھا کہ جلال آباد اور غزنی جیسے شہروں میں لوگ ابن صفی کے ناول پڑھ رہے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ ابن صفی نے درحقیقت ایک خلاقانہ ذہن پایا تھا۔ وہ عمدہ نثر نگار کے ساتھ ساتھ ایک بہت اچھے شاعر بھی تھے لیکن ان کے پڑھنے والے تا حال ان کے شعری مجموعے کی اشاعت کے منتظر ہیں۔

ڈاکٹر احمد صفی نے اپنے خطاب میں تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اس قحط الرجال کے زمانے میں جناب شکیل عادل زادہ، پروفیسر سحر انصاری اور ایچ اقبال جیسے دانش ور حضرات کا دم غنیمت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے اس بات کی فکر تھی کہ تقدیم و تاخیر کے مسئلے میں پروگرام کے منتظمین نے مجھے کہاں رکھا ہے۔ احمد صفی نے اپنے والد گرامی کے بارے میں بتایا کہ وہ نارا، یوپی کے ایک زمین دار گھرانے میں پیدا ہوئے، بچپن ہی سے انہیں لکھنے پڑھنے کا شوق تھا۔ انہوں نے اپنے پڑھنے والوں کو شائستگی کے ساتھ تہذیب کا سبق سکھایا۔ قانون کا احترام ابن صفی کی اولین ترجیح رہی، جس کی تلقین وہ اپنے ناولز کے ذریعے پڑھنے والوں کو تمام عمر کرتے رہے۔ ریکارڈ کی درستگی کے لیے احمد صفی نے کئی باتوں کی نشان دہی کی۔ انہوں نے حاضرین کو بتایا کہ ابن صفی برصغیر سے کبھی باہر نہیں گئے۔ مختلف ممالک کے بارے میں اپنے ناولز میں کی جانے والی منظر کشی کی انتہائی موزوں عکاسی کو ممکن بنانے کے لیے ان کے والد مختلف ممالک کے سفارت خانوں سے معلوماتی کتابچے منگوایا کرتے تھے۔ احمد صفی نے ایک انتہائی حیران کن انکشاف کیا کہ ان کے والد نے کم و بیش 40 سال پہلے اپنے ناول کے سلسلے ''شکرال'' میں یہ لکھا تھا کہ پاکستان کے شمالی علاقہ جات میں بیرونی طاقتیں قبضہ کریں گی اور اس سلسلے میں مذکورہ سلسلے کے ایک ناول کے ایک کردار کی زبانی اس کی توجیح پیش کرتے ہوئے کہلوایا کہ یہاں سے بیٹھ کر آپ کئی ممالک پر بیک وقت نظر رکھ سکتے ہیں۔

مذکورہ تحقیق کے کیے جانے پر احمد صفی نے خرم علی شفیق، جو ایک محقق ہیں، کا شکریہ ادا کیا۔

احمد صفی نے راقم کا حوالہ دیتے ہوئے ابن صفی کا ڈاکٹر اقبال کے حوالے سے پسندیدہ شعر حاضرین کو سنایا۔

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے، لب پہ آسکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہوجائے گی

واضح رہے کہ راقم الحروف نے اس بات کی نشان دہی کی تھی کہ مذکورہ بالا شعر ابن صفی کو بہت پسند تھا اور وہ اسے ایک تا قیامت زندہ رہ جانے والے شعر کی حیثیت سے مانا کرتے تھے۔ احمد صفی نے حاضرین کے سامنے اس بات کا اعلان کیا کہ ان کے والد کے ناولز کا انگریزی ترجمہ کیا جا رہا ہے اور عنقریب یہ ناولز Harper Collins, Random House اور Blaft جیسے مشہور اشاعتی اداروں کی توسط سے دستیاب ہوں گے۔ ہندوستان میں ڈاکٹر شمس الرحمان فاروقی اور پاکستان میں بلال تنویر کچھ ناول کے تراجم کر رہے ہیں۔

احمد صفی نے حاضرین کو یہ بتا کر حیرت زدہ کر دیا کہ ان کے والد کے ایک زمانے میں لکھنے کی بنا پر وارنٹ گرفتاری جاری ہو گئے تھے۔ آخر میں احمد صفی نے تمام شرکاء سے وعدہ کیا کہ آنے والے وقت میں وہ ابن صفی کے کلام کو مطبوعہ شکل میں دیکھ سکیں گے۔ اپنے والد ابن صفی کے چند خوب صورت اشعار سنا کر ڈاکٹر احمد صفی نے اپنی دل چسپ گفتگو کا اختتام کیا۔ ڈپٹی اسپیکر سندھ اسمبلی، شہلا رضا نے فی البدیہ تقریر کی۔ گرچہ ابتداء میں حاضرین کی دل چسپی،

تقریر کے سیاسی ہونے کے خدشے کے پیش نظر، محدود تھی لیکن شرکاء اس وقت ڈپٹی اسپیکر کی تقریر میں دل چسپی لینے پر مجبور ہو گئے جب انہوں نے خاتون کو روانی و بے تکلفی کے ساتھ ابن صفی پر اظہار خیال کرتے سنا اور تقریر کے آخر میں حاضرین کی زوردار تالیاں تقریر کی موضوع سے مطابقت پر خراج تحسین پیش کر رہی تھیں۔ محترمہ شہلا نے کہا جب میں نے ابن صفی صاحب کے بارے میں سنا تو میں بے اختیار یہاں چلی آئی۔ انہوں نے کہا کہ وہ عمران سیریز بہت شوق سے پڑھا کرتی تھیں اور بقول ان کے "عمران سیریز کا یہ چسکا ان کو ان کتابوں کی "چوری" پر بھی آمادہ کر گیا۔ عمران سیریز کی یہ کتب شہلا رضا، اپنے خالو کی لائبریری سے کپڑوں میں چھپا کر لے آیا کرتی تھیں۔ شہلا رضا نے مزید کہا کہ انہوں نے ٹیم ورک ابن صفی کی تحریروں سے سیکھا اور مشکل حالات میں وقت کاٹنے کا ڈھنگ عمران سیریز پڑھ کر سیکھا۔

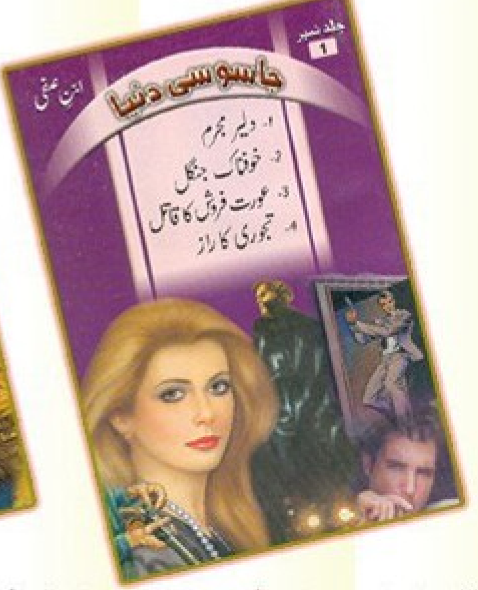

آخر میں ایک دل چسپ واقعہ بیان کرتے ہوئے شہلا رضا نے حاضرین کو بتایا کہ اپنے والد کے آنکھ کے آپریشن کے سلسلے میں وہ جب اختر آئی اسپتال میں موجود تھیں تو متعلقہ ڈاکٹر کے کمرے میں ابن صفی کی کتب دیکھ کر تجسس پر قابو نہ رکھ پائیں اور ڈاکٹر صاحب سے کتب کے بارے میں پوچھ بیٹھیں۔ ڈاکٹر صاحب (جو ڈاکٹر ایثار احمد صفی، ابن صفی کے بڑے صاحب زادے تھے اور 2005ء میں اچانک انتقال کر گئے تھے) مسکرائے اور ابن صفی سے اپنے تعلق کو بیان کیا۔

تقریب کے آخری مقرر شکیل عادل زادہ نے وقت کی کمی کے سبب اپنے خطاب کو انتہائی مختصر کرتے ہوئے ابن صفی سے اپنے تعلق پر روشنی ڈالی۔ ابن صفی کی کشادہ دلی کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے شکیل عادل زادہ نے بتایا کہ سن ستر کے اواخر میں وہ (شکیل) رسالہ نکالتے تھے جس کی اشاعت بڑھانے کے لیے سوچا کہ ابن صفی صاحب کو رسالے کے لیے لکھنے پر آمادہ کیا جائے۔ بہت مشکل سے ابن صفی راضی ہوئے اور رسالے کے لیے ایک سلسلے وار کہانی "اب تک تھی کہاں" کا آغاز کیا لیکن ایک قسط کے بعد بوجوہ لکھنا بند کر دیا۔ جواباً میں (شکیل عادل زادہ) نے الف لیلہ کے خاص نمبر میں ابن صفی کے خلاف مضمون لکھ کر مدیر کو روانہ کر دیا۔ مضمون تو نہ چھپا لیکن چند روز بعد ابن صفی میرے گھر اپنی صاحب زادی کی شادی کا کارڈ دینے خود تشریف لائے اور کہا کہ مجھے معلوم ہے تم مجھ سے ناراض ہو لیکن شادی میں ضرور آنا۔ شکیل عادل زادہ نے کہا کہ ابن صفی بلاشبہ نادر روزگار اور یکتائے روزگار شخصیت تھے۔ پاکستان میں ادب کے ناخداؤں نے کم تر اور برتر ادب کی درجہ بندی کی ہوئی ہے اور جاسوسی ناول نگاری کو یہ لوگ ادب میں شمار نہیں کرتے یا پھر کم تر ادب میں شمار کرتے ہیں، جب کہ یورپ میں یہ صورت حال نہیں ہے۔ شکیل عادل زادہ نے کہا کہ کوئی ادب، اعلیٰ ادب نہیں ہوتا بلکہ اس کی پیش کش اسے اعلیٰ بناتی ہے اور ابن صفی اعلیٰ ادب لکھتے تھے۔" تقریب کے شرکاء کو ابن صفی پر شروع کی جانے والی نئی ویب سائٹ www.wadi-e-urdu.com کے بارے میں آگاہ کیا گیا۔